© rasailojaraid.com

اسلام میں قربانی کا مقام

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری
ناظم اعلیٰ: وفاق المدارس العربیہ، پاکستان

قربانی کا تاریخی پس منظر:......قربانی کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی پرانی خود مذہب یا انسان کی تاریخ ہے، انسان نے مختلف ادوار میں عقیدت وفدائیت، سپردگی وجانثاری، عشق ومحبت، عجز ونیاز، ایثار وقربانی اور پرستش وبندگی کے جو جو طریقے اختیار کیے، اللہ تعالیٰ کی شریعت نے انسانی نفسیات اور جذبات کا لحاظ کرتے ہوئے وہ تمام ہی طریقے اپنی مخصوص اخلاقی اصلاحات کے ساتھ خدا تعالیٰ کے لئے خاص کردیے، انسانوں نے اپنے معبودوں کے حضور جان کی قربانیاں بھی پیش کیں اور یہی قربانی کا اعلیٰ مظہر ہے، خدا تعالیٰ نے اس کو بھی اپنے لئے خاص کرلیا اور اپنے سوا ہر ایک کے لئے اس کو قطعاً حرام قرار دے دیا۔

انسانی تاریخ میں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل کی قربانی ہے۔ قرآن پاک میں بھی اس قربانی کا ذکر ہے، ارشاد ہے:......”اور ان کو آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا قصہ بھی ٹھیک ٹھیک سنا دیجئے، جب ان دونوں نے قربانی کی تو ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی۔“ (مائدہ:۲۷)......اس قبولیت اور عدم قبولیت کی وجہ دراصل یہ تھی کہ ہابیل نے دل کی آمادگی سے رضائے الٰہی کی خاطر بہترین دنبے کی قربانی پیش کی اور قابیل نے بے دلی سے ناکارہ غلے کا ایک ڈھیر پیش کردیا۔

قربانی کا حکم تمام آسمانی شریعتوں میں ہمیشہ موجود رہا ہے اور ہر امت کے نظام عبادت میں اسے ایک لازمی جز کی حیثیت حاصل رہی ہے، جیسا کہ مذکورہ بالا آیت اس کا واضح ثبوت ہے، البتہ مختلف زمانوں، قوموں اور مختلف ملکوں کے انبیاء کی شریعتوں میں ان کے حالات کے پیش نظر قربانی کے قاعدے اور تفصیلات جدا جدا رہی ہیں، لیکن بنیادی طور پر یہ بات تمام آسمانی شریعتوں میں مشترک رہی ہے کہ ”جانور کی قربانی صرف اللہ کے لئے کی جائے اور اسی کا نام لے کر کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جائے، پس ان جانوں پر صرف اللہ کا نام لو۔" (الحج:۲۶)

قربانی ایک عظیم یادگار:...... قرآن حکیم جس انداز سے قربانی کی اہمیت بیان فرماتا ہے، اس سے ایک بنیادی تصور یہ معلوم ہوتا ہے کہ قربانی اللہ کے پیارے خلیل سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی یادگار تھی اور پھر یہ یادگار دنیا کی آخری "ملت مسلمہ" کو عطا کر دی گئی۔ دنیا کی ہر قوم اپنے قومی تصور اور تشخص کو مضبوط رکھنے کے لئے کچھ نہ کچھ روایات رکھتی ہے، جن کی پابندی اس قوم میں نہایت احتیاط اور اہتمام سے کی جاتی ہے، حتیٰ کہ آج دور جدید کی بہت سی مہذب ترین قوم میں اپنی کئی ایسی قومی یادگاروں کو مناتی چلی آرہی ہیں، جن کی لغویت اور بے ہودگی خود ان پر اور ساری دنیا پر عیاں ہے، لیکن ان رسموں کی پابندی کی وجہ محض یہ ہے کہ ان کے خیال کے مطابق یہ رسمیں ان کی قومی زندگی کا شیرازہ باندھتی ہیں اور افرادِ قوم میں قومی وجود کا احساس زندہ رکھتی ہیں، چنانچہ امت مسلمہ کو بھی شریعت کی طرف سے کچھ یادگاریں عطا کی گئیں، جو زیادہ تر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی "ملت حنیف" سے ماخوذ ہیں اور قربانی کو ان سب میں ایک نہایت اعلیٰ مقام حاصل ہے۔

اس وقت دنیا کے ہر خطے میں مسلمان جو قربانی کرتے ہیں اور ذبح عظیم کا جو منظر پیش ہوتا ہے یہ دراصل وہی ابراہیمی یادگار اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ ہے، قرآن میں اس عظیم قربانی کے واقعے کو پیش کر کے اس کو اسلام، ایمان اور احسان قرار دیا گیا۔

ملت ابراہیمی کی حقیقت قربانی ہے:...... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسلام کی ترجمانی قبول کر لی، تو ساتھ اپنی زندگی کو اسلام کی عملی تفسیر بنا کر پیش کیا اور دنیا پر واضح کیا کہ اسلام کی حقیقت اللہ کے سامنے اس طرح جھک جانا ہے کہ زندگی کی باقی تمام دلچسپیاں ضمنی اور ثانوی ہو کر رہ جائیں اور ایک اللہ کی رضامندی زندگی کے ہر شعبے پر حاوی ہو جائے، حتیٰ کہ اپنے رب کی رضا حاصل کرنے کے لئے کوئی قربانی مشکل نظر نہ آئے، چنانچہ ملت حنیف کے بانی اور اسلام کے اس علم بردار نے یہ سب کچھ کر دکھایا اور اپنے ربانی مشن کی سربلندی کے لئے ایثار و قربانی کا ہر مرحلہ مسکرا کر اختیار کیا، اس سلسلے میں آپ کی زندگی میں اپنے گھر، خاندان اور اعزہ و اقارب سے قطع تعلق کا مرحلہ بھی آیا، اپنی پوری قوم اور اہل سلطنت کی جانب سے بائیکاٹ کی نوبت آئی تو اسے بھی برداشت کیا اور اپنے مقاصد کو ان چیزوں پر قربان نہ ہونے دیا، پھر ثابت قدمی کے امتحان کا ایک ایسا مقام آیا کہ اعلان توحید اور معبودان باطلہ کی مخالفت کے سبب اپنے آپ کو دہکتی ہوئی آگ کے سپرد کر دیا اور اس طرح راہ خدا میں اپنی جان کی قربانی دینا بھی ذرہ بھر گراں نہ گزرا...... یہ اور بات ہے کہ قدرت خداوندی نے معجزہ کر دکھایا اور آپ کی جان کو محفوظ رکھا، مگر ابراہیمی قربانیوں کی آخری منزل ابھی باقی تھی اور پھر زندگی میں وہ وقت بھی آیا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر اپنی جان کے ٹکڑے یعنی اپنے چہیتے اور عزیز ترین لخت جگر کی قربانی کا اللہ کی جانب سے حکم ہوا، یہ وہ مقام ہے جہاں ثابت قدمی بڑی آزمائش تھی، لیکن اللہ کے خلیل ہنسی خوشی اس حکم کی تعمیل کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور اپنی طرف سے کر بھی گزرتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سفرِ تسلیم و رضا کی آخری منزل تھی اور اس سے یہ بات عیاں ہوگئی کہ واقعی وہ اسلام کی حقیقت کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہیں، یعنی اللہ کے سامنے جھک گئے ہیں اور ایسی شان سے اس کے دربار میں گردن رکھ دی کہ اپنی آخری پیاری سے پیاری متاع اپنے مولا کے ایک اشارے پر قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں، اب اس قربانی کے تصور کو دنیا میں ہمیشہ باقی رکھنا لازمی تھا تاکہ ابراہیمی اسلام کی حقیقت لوگوں پر آشکار ہوتی رہے، لہٰذا اسے ابدی یادگار بنا کر اس قوم میں جاری کیا گیا جو امت مسلمہ کے نام سے پکاری جاتی ہے، کیوں کہ یہی قوم حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی وارث اور جانشین ہے، اس لئے ابراہیمی یادگاروں کا سرمایہ عظمیٰ اس قوم کے سپرد ہونا چاہیئے تھا اور اس کے سپرد کیا بھی گیا، یہی وجہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کو اسلام میں جاری فرمایا تو ساتھ ہی اس کا پس منظر بھی بیان فرمایا کہ یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی یادگار ہے۔

قربانی کی حقیقت وفضیلت:......قربانی دراصل اس عزم ویقین اور سپردگی وفدائیت کا عملی اظہار ہے کہ آدمی کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ سب اللہ ہی کا ہے اور اس کی راہ میں یہ سب قربان ہونا چاہیئے، یہ دراصل اس حقیقت کی علامت اور پیش کش ہے کہ اس کا اشارہ ہوگا تو ہم اپنا خون بہانے سے بھی دریغ نہ کریں گے، اسی عہد وپیماں اور سپردگی وفدائیت کا نام ایمان واسلام اور احسان ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قربانی اور فداکاری کی روح پوری زندگی میں جاری وساری رکھنے کی تعلیم دیتے ہوئے یہ ہدایت کی گئی ہے:......"کہہ دیجئے کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اس کا حکم ملا ہے اور میں سب سے پہلا فرماں بردار ہوں۔" (انعام:۱۶۳-۱۶۲)

خدا پر پختہ ایمان اور اس کی توحید پر یقین کامل کے معنی ہی یہ ہیں کہ آدمی کی ساری تگ ودو اس کی رضا کے لئے مخصوص ہو اور وہ سب کچھ اسی کی راہ میں قربان کر کے اپنے ایمان واسلام اور وفاداری وجاں نثاری کا ثبوت دے۔

جن احادیث مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی فضیلت کا ذکر فرمایا ہے، ان میں سے چند پیش خدمت ہیں:

صحابہ کرامؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ! یہ قربانی کیا چیز ہے؟ فرمایا: "یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔" انہوں نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اس میں ہمارے لئے کیا اجر وثواب ہے؟ فرمایا:......"ہر بال کے عوض ایک نیکی ہے۔" صحابہ نے عرض کیا اور اون کے بدلے، یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم؟ فرمایا: "اون کے ہر ہر روئے کے بدلے بھی ایک ایک نیکی ملے گی۔" (بخاری)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "انسان نے قربانی کے دن کوئی ایسا عمل نہیں کیا جو اللہ کے نزدیک خون

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بہانے سے زیادہ محبوب ہو۔" (ترمذی وابن ماجہ)

ایک حدیث میں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا:...... "فاطمہ! اٹھو، اپنی قربانی کے جانور کے پاس کھڑی ہو، اس لئے کہ اس کے خون کے ہر ہر قطرے کے بدلے تمہارے گناہ معاف ہوں گے۔" حضرت فاطمہؓ نے پوچھا کہ یہ خوش خبری صرف ہم گھر والوں ہی کے لئے ہے یا عام مسلمانوں کے لئے بھی؟ آپ نے ارشاد فرمایا: "ہمارے لئے بھی ہے اور سارے مسلمانوں کے لئے بھی۔" (مسند بزار)

قربانی کا حکم ساری امت کے لئے ہے:...... قربانی ایک اہم عبادت ہے اور شعائر اسلام میں سے ہے، اگرچہ یہ حج کے اعمال میں سے ایک اہم عمل ہے، لیکن رحیم وکریم خدا نے اس عظیم شرف سے ان لوگوں کو بھی محروم نہیں رکھا جو مکۃ المکرّمہ سے دور ہیں اور حج میں شریک نہیں ہیں، قربانی کا حکم صرف ان لوگوں کے لئے نہیں ہے جو بیت اللہ کا حج کررہے ہوں، بلکہ یہ عام حکم ہے اور سارے صاحب حیثیت مسلمانوں کے لئے ہے اور پھر جس آیت میں نماز وقربانی اور زندگی کا خدا کے لئے ہی ہونا ذکر کیا گیا ہے، اس سے بھی یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ یہ حکم صرف حج کے ساتھ خاص نہیں ہے، نیز سورۃ کوثر میں ارشاد ربانی ہے:...... "پس اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے۔" اس سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ عمومی حکم ہے اور اس سے مراد مناسک حج کے علاوہ عام قربانی ہے اور یہ حقیقت احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے، چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس سال تک مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے اور ہر سال قربانی کرتے رہے۔ (ترمذی)

اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:...... "جو شخص استطاعت رکھتا ہو، پھر بھی قربانی نہ کرے، وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔" (مسند احمد وابن ماجہ)

قربانی کے جانور خدا پرستی کی نشانی ہیں:...... فرمان الٰہی ہے: "اور قربانی کے اونٹوں کو ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانیاں بنایا ہے۔" (الحج:26)

شعائر "شعیرۃ" کی جمع ہے، شعیرہ اس مخصوص علامت کو کہتے ہیں جو کسی روحانی اور معنوی حقیقت کی طرف متوجہ کرے اور اس کی یاد کا سبب اور علامت بنے، قربانی کے یہ جانور اس روحانی حقیقت کی محسوس علامت ہیں کہ قربانی کرنے والا دراصل ان جذبات کا اظہار کررہا ہے کہ ان جانوروں کا خون حقیقت میں میرے خون کا قائم مقام ہے، میری جان بھی راہِ خدا میں اسی طرح قربان ہے جس طرح میں اس جانور کو قربان کررہا ہوں۔

قربانی اللہ کی نعمت کا عملی شکر ہے:...... قرآن کا بیان ہے: "اسی طرح ان جانوروں کو ہم نے تمہارے لئے مسخر کردیا، تاکہ تم شکر ادا کرو۔" (الحج:36)

خدا نے جانوروں کو انسان کے لئے مسخر فرماکر اس پر عظیم احسان کیا ہے، انسان جانوروں سے گوناگوں فائدے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اٹھاتا ہے، جو محتاج بیان نہیں ہیں، قرآن کریم ان کی طرف اشارہ کر کے اور ان کی تسخیر کا ذکر فرما کر خدا پرستی اور احسان مندی کے جذبات کو ابھارنا چاہتا ہے اور یہ طرز فکر پیدا کرنا چاہتا ہے کہ جس خدائے بزرگ و برتر نے یہ عظیم الشان نعمت عطا کی ہے اس کے نام پر ان کی قربانی ہونی چاہئے، قربانی خدا کی نعمت کا عملی شکر ہے۔

قربانی، اللہ کی عظمت اور کبریائی کا اظہار ہے:...... فرمان خداوندی ہے:......"خدا نے اس طرح چوپایوں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے، تا کہ تم اس کی بخشی ہوئی ہدایت کے مطابق اس کی بڑائی اور کبریائی کا اظہار کرو۔" (الحج: ۳۷)

یعنی ان جانوروں کا اللہ کے نام پر ذبح کرنا درحقیقت اس چیز کا اعلان ہے کہ جس خدا نے یہ نعمت عطا کی ہے، وہی ان کا مالک حقیقی ہے، قربانی اس حقیقی مالک کا شکریہ بھی ہے اور اس بات کا عملی اظہار بھی کہ مومن دل سے خدا کی بڑائی، عظمت اور کبریائی پر یقین رکھتا ہے، جانور کے گلے پر چھری رکھ کر وہ اس حقیقت کا عملی اظہار کرتا ہے اور اس حقیقت کا اعتراف زبان سے "بسم اللہ" اور "اللہ اکبر" کہہ کر کرتا ہے۔

قربانی کی حقیقی روح:...... اسلام سے پہلے لوگ قربانی کر کے اس کا گوشت بیت اللہ کے سامنے لا کر رکھتے اور اس کا خون خانہ کعبہ کی دیواروں پر لگا دیتے تھے، قرآن کریم نے بتایا کہ اللہ کو تمہارے اس گوشت و خون کی ضرورت نہیں ہے، اس کے یہاں تو قربانی کے وہ جذبات پہنچتے ہیں جو ذبح کرتے وقت تمہارے دلوں میں موجزن ہوتے ہیں یا ہونے چاہئیں، قربانی خون اور گوشت کا نام نہیں، بلکہ اس حقیقت کا نام ہے کہ ہمارا سب کچھ خدا کے لئے ہے اور اسی کی راہ میں قربان ہونے کے لئے ہے۔

قربانی کرنے والا صرف جانوروں کے گلے پر ہی چھری نہیں پھیرتا، بلکہ وہ ساری ناپسندیدہ خواہشات کے گلے پر بھی چھری پھیر کر ان کو ذبح کر ڈالتا ہے، اس شعور کے بغیر جو قربانی کی جاتی ہے، وہ ابراہیم علیہ السلام و اسماعیل علیہ السلام کی سنت نہیں، بلکہ ایک قومی رسم ہے، جس میں گوشت و پوست کی فراوانی تو ہوتی ہے لیکن وہ تقویٰ ناپید ہوتا ہے جو قربانی کی روح ہے، چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:......"اللہ تعالیٰ کو ان جانوروں کا گوشت اور خون ہرگز نہیں پہنچتا، بلکہ اس کو تمہاری جانب سے تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔" (الحج: 27)

اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس قربانی کی کوئی قیمت نہیں جس کے پیچھے تقویٰ کے جذبات نہ ہوں، خدا کے دربار میں وہی عمل مقبول ہے جس کا محرک اس کا تقویٰ ہو، کیونکہ ارشاد خداوندی ہے:......"اللہ صرف متقیوں کا عمل ہی قبول کرتا ہے۔" (المائدہ: 27)

اللہ تبارک وتعالیٰ سب مسلمانوں کو قربانی کی اصل حقیقت عطا فرمائے اور اپنی راہ میں اپنا جان مال قربان کرنے کی توفیق مرحمت عطا فرمائے۔ آمین

© rasailojaraid.com

وما علینا الا البلاغ